ایک حدیث

توحید اور جمعِ مال

بخاری و مسلم میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے ایک روایت یوں ہے کہ :

ایک چاندنی رات میں حضورؐ تنہا تشریف لئے جا رہے تھے۔ میں سمجھا کہ اس وقت حضورؐ کو کسی کی معیت گوارا نہیں۔ لہٰذا میں چاند کے سائے میں چلنے لگا۔ اتنے میں حضورؐ مڑے اور میرا نام دریافت فرمایا۔ میں نے عرض کیا قربانت شوم، میں ہوں ابوذر۔ میرے ساتھ آجاؤ۔ میں ساتھ ہو لیا۔ اس وقت زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے بروزِ حشر تونگر ہی تہی دست ہوں گے۔ بجز اُن دولت مندوں کے جو دونوں ہاتھوں سے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف لٹاتے رہے اور کارِ خیر میں خرچ کرتے رہے۔ تھوڑی دور چل کر حضورؐ پتھروں سے گھری ہوئی ایک جگہ پر مجھے بیٹھے رہنے کا حکم فرما کر خود پتھریلے میدان میں نظروں سے اوجھل ہو گئے اور طویل عرصے کے بعد واپس تشریف لائے۔ اس وقت زبان مبارک یہ الفاظ تھے "اگرچہ اس نے زنا کیا ہو اور اگرچہ اس نے چوری کی ہو" مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے عرض کیا : میں حضورؐ پر صدقے ہوں، اس میدان میں حضورؐ کس سے ہم کلام تھے ؟ کوئی بات کا جواب دینے والا بھی تو موجود نہ تھا۔ فرمایا : یہ جبریلؑ تھے جو مجھے میدان کے کنارے ملے تھے۔ انھوں نے یہ پیغام دیا کہ اپنی اُمّت کو یہ بشارت دے دیجئے کہ ہر وہ شخص داخلِ جنّت ہو گا جو شرک سے پاک ہو کر مرا ہو۔ میں نے جبریلؑ سے کہا کہ : خواہ اس نے زنا اور چوری کا بھی ارتکاب کیا ہو ؟ جبریلؑ نے کہا : جی ہاں، بات تو ایسی ہی ہے — میں (ابوذرؓ) نے عرض کیا کہ : یا رسول اللہ ! اگرچہ اس نے زنا اور چوری کی ہو ؟ حضورؐ نے فرمایا : ہاں اگرچہ اس نے چوری یا زنا کیا ہو۔ میں نے پھر یہی سوال کیا اور حضورؐ نے یہی جواب دیا بلکہ آخر میں تو یہ بھی فرمایا کہ : خواہ اس نے شراب بھی پی ہو۔

طوالتِ تحریر کے خوف سے ہم نے اصل عبارت درج نہیں کی ہے، صرف ترجمے پر اکتفا کیا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے لیکن ہم اس وقت اس کے صرف دو جزو کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

پہلا جزو یہ ہے کہ :

ان المکثرین ھم المقلون یوم القیامۃ الا من اعطاہ اللہ خیرا فنفح فیہ عن یمینہ وشمالہ وبین یدیہ ووراءہ وعمل فیہ خیرا۔ یعنی قیامت کے دن وہی لوگ زیادہ مفلس

ہوں گے جو زیادہ دولت مند ہونگے۔ البتہ جو اہلِ مال دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف اپنے مال کارِ خیر میں لٹاتے اور خرچ کرتے رہیں وہ اس اُخروی کم مائگی سے محفوظ رہیں گے۔

اس پیغام میں ابوذری مشن بڑی عمدگی سے جھلک رہا ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ دولت (بشرطیکہ جائز ذرائع سے حاصل ہو) فی نفسہٖ کوئی بُری چیز ہے نہ بھلی، بلکہ اس کی خوبی و زشتی کا مقام مَصرفِ دولت کے انداز سے متعین ہوتا ہے۔ اگر نیک مقاصد کے لئے ہو تو دولت ہی خیر و برکت ہے اور بُرے مقاصد میں صرف ہو تو وہ سراپا لعنت ہے۔ نیک مقصد کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے کہ کارِ خیر میں دولت کو ہر چہار جانب بکھیر دیا جائے یعنی جس کے پاس زائد از ضرورت دولت ہو وہ اسے ادھر ادھر کر دے جدھر ضرورت سے کم ہو۔ اگر ایسا نہیں کیا جاتا تو وہ دولت خیر نہیں بلکہ شر ہو گی، خواہ اسے کسی بُرے مقصد میں لگایا جائے یا اسے جمع برائے جمع کے لئے رکھ چھوڑا جائے۔ اگر بُرے مقصد میں دولت کو لگایا جائے تو اس کے بُرے ہونے میں تو کوئی شک ہی نہیں۔ اگر اسے صرف جمع رکھا جائے تو یہ بھی اس لئے ایک بُرا مقصد بن جاتا ہے کہ جس دولت کے چکّر سے ہزاروں کا بھلا ہو سکتا ہے اسے بلا وجہ روک کر اس کو بھلائی سے روک دیا گیا ہے۔ یہی وہ صورت ہے جسے قرآن جمع مالاً و عدّدہٗ کے الفاظ سے یاد فرماتا ہے اور یہی ہے وہ خصلت جس کے خلاف سیدنا ابوذرؓ نے عَلمِ بغاوت بلند کیا تھا۔

اس روایت کا دوسرا جُزو یہ ہے کہ موحّد ضرور جنت میں جائیگا۔ وان زنی وان سرق ․․․․ وان شرب الخمر۔ اگرچہ اس نے زنا، چوری اور شراب خواری کا ارتکاب کیا ہو ـــ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اگرچہ موحد اقرارِ توحید کے بعد زنا اور چوری کرتا رہے "لیکن وہ ضرور داخلِ جنّت ہو گا۔ بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ اگرچہ اقرارِ توحید سے پہلے زنا اور چوری جیسے جرم "کر چکا ہو" دراصل اقرارِ توحید سے پہلے انسان اپنی خواہشوں کا بندہ ہوتا ہے اور یہ بندگی شرک ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ قرآنی ہے کہ ارایت من اتخذ الٰھہ ھواہ ؟ (تمہاری کیا رائے ہے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی خواہشوں کو اپنا الٰہ (معبود) بنا رکھا ہے ؟) پھر جب انسان اقرارِ توحید کر لیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے اب اس نے اپنا الٰہ صرف اللہ کو بنا لیا۔ اس کے بعد بفحوائے حدیثِ الاسلام یہدم ما قبلہٗ اسلام لانے کے بعد پچھلی تمام زندگی کالعدم ہو جاتی ہے خواہ اس نے اس زندگی میں زنا چوری بھی کی اس صورت میں بھی وان زنی وان سرق اپنی جگہ بالکل درست ہو گا۔

اگر اس کا یہ مطلب ہوتا کہ اقرارِ توحید کے بعد کسی گناہ کا کوئی اثر مترتب نہیں ہوتا اور انسان آزاد ہو جاتا ہے کہ جو جی چاہے کرتا پھرے تو الفاظ یوں ہوتے کہ ․․․ وان کان زانیا او سارقا ․․․ یا یوں ہوتا کہ ․․․ وان کان یزنی او یسرق ․․․ بلکہ یوں ہوتا کہ ․․․ وان لم یترک الزنی والسرقہ ․․․ یا یوں ہوتا کہ ․․․ وان لم یتب من زناہ وسرقتہ وغیرہ۔

غرض اقرارِ توحید جرم و معصیت کے لئے پروانۂ آزادی نہیں بخشتا بلکہ اور زیادہ پابند کر دیتا ہے۔

(محمد جعفر)